۳۵۔حضرت شیخ عبدالباری رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وفات:۶/۲۸ محرم یا ۱۱/شعبان ۱۲۲۶ھ مدفن:امروہہ،ضلع مرادآباد

سلسلہ کے مشائخ کے لئے ایصال ثواب

ہمارے جو آج کے بزرگ ہیں ان کا تھوڑا تذکرہ کر لیتے ہیں کہ انہیں انتظار بھی ہوگا کیوں کہ ہم لوگ جو اس سلسلہ میں بیعت ہیں، تو معمولات کے پرچے میں لکھا ہے کہ روزانہ سلسلہ کے مشائخ کے لئے ایک مرتبہ یٰسین کم از کم پڑھی جائے۔ تو اگر آپ پڑھتے ہوں گے، تو آپ کو بھی جانتے ہوں گے، یاد بھی کرتے ہوں گے اور پابندی سے پڑھنے والوں کو تو اور بھی زیادہ یاد کیا جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت

ہمارے کمرے کے ایک ساتھی تھے سہارنپور میں مولوی فرقان بارہ بنکوی۔ ان کے ماموں تبلیغی دوستوں میں مشہور ہیں، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے بھائی خالد علی گڑھی، مولوی فرقان ان کے بھانجے تھے۔ ایک دفعہ مولوی فرقان بیمار ہوگئے، شدید بخار ہوگیا، کھانا نہیں کھایا۔

میں رات کو دیر سے جب کتاب کے مطالعہ سے فارغ ہوا، تو ان کے پاس گیا کچھ چائے وغیرہ لے کر، کچھ پینے کی چیز لے کر۔ تو اٹھ کر بیٹھے اور رونا شروع کیا۔ تو میں سمجھا کہ بیمار ہیں، کمزور ہیں، اس لئے رونا آگیا۔ میں نے تسلّی دی۔

تھوڑی دیر بعد تسلی ہوئی۔ اس کے بعد وہ کہنے لگے کہ میرا روز سونے سے پہلے معمول تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اتنی مرتبہ درود شریف پڑھتا ہوں۔ بہت تھوڑی تعداد بتائی، غالبًا پچیس مرتبہ۔ کہنے لگے کہ آج بخار کی وجہ سے سکت نہیں تھی، میں نہیں پڑھ سکا، تو میری آنکھ لگ گئی

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں ابھی زیارت ہوئی۔ میں نے کہا کہ اس میں رونے کی کیا بات؟ یہ تو خوشی کی بات ہے، آپ تو رو رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یاد فرمایا۔ روز آپ بھیجتے ہیں، آج نہیں بھیج سکے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کے لئے تشریف لائے۔

مدرسہ اوپر والوں کا تارہ

یہ تلاوت وغیرہ ہم جو پہنچاتے ہیں، تو وہ پہنچانے والوں کو پہچانتے بھی ہیں اور جو نہ جانتے ہوں، نہ پہچانتے ہوں اپنی زندگی میں، پھر بھی اس جگہ کو بھی اوپر والے پہچانتے ہیں۔

ہمارے یہاں دارالعلوم میں چھٹیوں میں ایک طالب علم رہا کرتے تھے مولوی ابدال میاں، لندن میں ہیں۔ وہ ایک دفعہ کہنے لگے کہ آج خواب میں میری مرحوم پھوپھی صاحبہ کو میں نے دیکھا کہ وہ مجھے کہنے لگی کہ مجھے تمہارا دارالعلوم معلوم ہے۔ مولوی ابدال میاں کہتے ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم؟ آپ تو بنگلہ دیش میں انتقال کر گئی تھیں۔ آپ ہمارے دارالعلوم کو کیسے جانتی ہیں؟

کہنے لگی کہ جیسے تم لوگ یہ ستاروں کو نہیں دیکھتے کہ یہ فلاں ستارہ، یہ فلاں ستارہ، تو ستاروں کو تم دیکھتے ہو چمکتے ہوئے تمہیں نظر آتے ہیں، تم اسے پہچان بھی لیتے ہو کہ یہ فلاں ستارہ ہے۔ تو اسی طرح یہ جو نور کی جگہیں ہیں، تو ان میں سے ایک دارالعلوم بھی ہے، تو اوپر سے ان کو اس طرح چمکتا ہوا روشن ہم دیکھتے ہیں جیسا کہ تم لوگ ستاروں کو دیکھتے ہو۔

حضرت شیخ عبدالباری رحمۃ اللہ علیہ

یہ ہمارے آج کے بزرگ منتظر بھی ہوں گے ہمارے شیخ عبدالباری امروہوی رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتی رحمۃ اللہ علیہ کے پیرومرشد تھے، جن کے بارے میں بتایا تھا کہ پہلے قادریہ سلسلہ میں شیخ رحم علی ساڈھوری رحمۃ اللہ علیہ سے وہ بیعت ہوئے۔

ان کے انتقال کے بعد پھر حضرت شاہ عبدالباری سے بیعت ہوئے۔ ان کے انتقال کے بعد پھر جب سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا سفر ہوا، اس طرف کا دورہ ہوا، تب سید صاحب کے ہاتھ پر انہوں نے بیعت کی اور بیعت کے بعد کا، وہ ان کے خادم کا قصہ سنایا تھا۔

شیخ عبدالباری کے ایک خادم

میں نے نام غلام رسول بتایا تھا۔ ان کا نام عبداللہ خان ہے۔ عبداللہ خان کا اشکال بتایا تھا کہ آپ اتنے بڑے بزرگ، مجھے تو بتائی گئی اللہ کی طرف سے آپ کی نسبت بھی، ان کی نسبت بھی، آپ کی نسبت کا عصا تو بہت روشن تھا ان کے مقابلہ میں، تو آپ کیوں ان سے بیعت ہوئے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نسبت کی تو ایسی تیسی، ہمیں تو نماز ہی ان سے ملی۔

تصوف کے سلاسل

کیونکہ وہ سنت سے دور ہوتے ہوتے تصوف کے جو سلاسل تھے وہ اتنے دور ہو گئے کہ ان میں سے وہ سنت کا رنگ نکل گیا تھا۔ اسی لئے جب حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے، تو اس کے بعد مستقل پھر سفر کر کے دوبارہ واپس اپنے پہلے ٹھکانے پر گئے، پنجلاسہ، شیخ رحم علی ساڈھوری رحمۃ اللہ علیہ کا جہاں مزار تھا، تو وہاں گئے اور وہاں تمام لوگوں کو اکٹھا کیا، ان کے جانے کی وجہ سے سب لوگ ویسے بھی اکٹھے ہو گئے۔

پھر انہوں نے اعلان کیا اور کہا کہ بھئی، دیکھو، یہ ہمارے پیر و مرشد کا ہم لوگ عرس مناتے تھے اور میرے آنے سے پہلے بھی یہ عرس ہوتا تھا، مگر میں نے آنے کے بعد اس کے لئے کوششیں کی اور اس کو خوب پھیلایا۔ مگر اب حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ انہوں نے بتایا کہ یہ تو بدعت ہے۔ اس لئے ہمیں اس کو چھوڑنا چاہئے کیوں کہ یہ ناجائز ہے، بدعت ہے۔ تو سب لوگ اٹھ کر بھاگے، کہنے لگے کہ یہ تو حاجی نہیں، پاجی ہے۔

تصورِ شیخ

اور شاید وہاں امروہہ میں بھی یہ حال رہا ہوگا، تو یہ تصوف کے سلاسل کو صرف صاف نہیں کیا، بلکہ یہاں تک اتباع سنت کا اہتمام تھا کہ ذرا بھی کوئی چیز سنت سے ادھر ادھر نہ ہونے پائے کہ جب یہ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے ہیں اور ذکر وشغل کر رہے تھے، تو ایک دفعہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم تصورِ شیخ کرلیا کرو۔ تو حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ تصورِ شیخ؟ اگر سلوک اور طریقت اس پر موقوف ہے، تو آج سے چھٹی، کیوں کہ یہ تو شرک کی طرف لے جائے گا۔ صاف اپنے شیخ سے بات کر رہے ہیں۔

تصورِ شیخ یہ ہے کہ آپ اپنے دل میں اپنے شیخ کا تصور کریں، تو یہ تصورِ شیخ بطور علاج کے بتایا جاتا ہے۔ جیسے کسی کا دل کہیں پھنسا ہوا ہے، اس کو وہاں سے نکالنا ہے، کسی معشوق میں اس کا دل پھنسا ہوا ہے، اس سے نکالنے کے لئے یہ تصورِ شیخ بطور علاج کے بتایا جاتا ہے اور اس سے فائدہ ہوتا ہے جو اور کسی چیز سے نہیں ہوتا۔ تو وہاں ارادی طور پر یہ کرایا جاتا ہے، لیکن اس کے سوا اور بھی علاج ہو سکتے ہیں، صرف تصورِ شیخ ہی اس کا علاج نہیں ہے۔

لیکن ایک دوسرا تصورِ شیخ ہے جو لانے سے نہیں، بلکہ اپنے آپ آتا ہے۔ مولانا شبیر صاحب بریلوی ہمارے مظاہر العلوم کے ساتھی تھے مشکوٰۃ اور دورہ کے۔ یہ احمد آباد میں کارخانہ میں کام کرتے تھے، بیوی بچوں والے تھے۔ تو وہاں ایک پٹھان مولانا تھے ان سے وہ پڑھتے رہے، اس کے بعد پھر جب مشکوٰۃ میں پہنچے، تو مظاہر العلوم میں انہوں نے داخلہ لیا۔

اگر مجھے دیر ہو جاتی، تو میری ٹپائی وغیرہ کا وہ خیال رکھتے تھے، کاپی کتابیں سنبھالتے تھے۔ یہ مولوی شبیر احمد بانس بریلی کے تھے، تو ایک دفعہ مجھے کہنے لگے کہ میں بہت پریشان ہوں ایک چیز کی وجہ سے کہ میں یہ گذشتہ کئی دنوں سے جب بھی اللہ اکبر کہا، میں نے نماز کی نیت باندھ لی کہ فوراً میں سامنے حضرت شیخ کو دیکھتا ہوں۔ بہت کوشش کرتا ہوں کہ قرأت کے معنیٰ میں غور کروں،

تلاوت میں کر رہا ہوں، قرآن کے معنیٰ پر غور کر کے اس کو پڑھوں، لیکن وہی تصور رہتا ہے۔

حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

یہ بغیر لائے جو تصور آئے جیسے خود حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ایک قصہ ہوا۔ حضرت کے مریدین میں سے ایک پر حضرت نے توجہ ڈالی۔ جب حجرے میں سے باہر نکلے، تو وہ اپنے مرشد کو دائیں دیکھ رہے ہیں، بائیں دیکھ رہے ہیں، سامنے دیکھ رہے ہیں اور بولے، میرے پیرومرشد۔ پوچھا گیا، کیا ہوا؟

کہنے لگے میرے چاروں طرف میرے پیرومرشد حضرت سید احمد بریلوی موجود ہیں۔ ادھر بھی دیکھتا ہوں، ادھر بھی دیکھتا ہوں۔ تو یہ اپنے آپ تصور کئے بغیر وہ ان پر ایک حال غالب ہو گیا تصور شیخ کا۔ حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتنا عظیم جملہ فرمایا۔ حضرت نے فرمایا کہ مجھ کتّے کا تصور! اس جملہ کے ساتھ ان کا وہ تصور ختم ہو گیا۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ کئی دفعہ آپ لوگوں کو سنایا تھا کہ میں حضرت کی وہیل چیر تیز تیز بھگاتے ہوئے وہاں دارالطلبہ ''قدیم'' سے کچے گھر آتا تھا، تو بہت تیز بھاگنے کی وجہ سے سب مجمع پیچھے بھاگ رہا ہے اور بچے پیچھے پیچھے بھاگ رہے ہیں، تو محلے کے کتے بھونکتے ہوئے پیچھے ہو جاتے۔ کوئی بھاگتا ہے تو کتّے پیچھے دوڑتے ہیں۔ تو کتے بھونکتے اور قریب آجاتے، تو حضرت ان کو خطاب کر کے کتے کو فرماتے ابے! تیرا بھائی میں تنہا یہاں کافی ہوں، تو کیوں تکلیف کرے۔ تو جا اپنے گھر۔ یہ روز کا مسئلہ ہوتا تھا۔

اسی طرح سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے متعلق فرماتے ہیں اپنے مرید سے کہ مجھ کتّے کے تصور کو چھوڑ۔ بس یہ جملہ حضرت نے پتہ نہیں کس حال میں فرمایا کہ اسی وقت وہ صاحب حال ٹھیک ہو گیا، سید صاحب کا تصور جاتا رہا۔

حضرت سید صاحب کے اس سفر کے بارے میں جیسا کہ پہلے میں نے عرض کیا تھا کہ چالیس

ہزار سے زیادہ ہندو مسلمان ہوئے اور تین ملین مسلمان حضرت سے بیعت ہوئے۔ اور لکھا ہے کہ کئی ملین مسلمانوں کی اصلاح ہوئی، علاقے کے علاقے جو شیعوں کے تھے، حضرت کے اس سفر میں سب سنّی ہو گئے۔

شیعیت سے توبہ

اور کیسے ہوتے تھے کہ حضرت وہاں جامع مسجد میں، مسجدِ اکبری میں، دہلی میں، بیان فرما رہے ہیں خلفائے اربعہ کے فضائل۔ تو تین کٹّر شیعے مجلس میں موجود تھے، وہ سنتے رہے۔ اور حضرت نے فضیلت بیان فرماتے ہوئے کچھ ارشاد فرمایا، تو وہ کھڑے ہو گئے قہقہہ لگاتے ہوئے۔ سب مجمع بیٹھا ہوا ہے ہزاروں کا، اور وہ تینوں کھڑے ہو گئے قہقہہ لگاتے ہوئے کہ یہ فضیلت بیان فرما رہے ہیں ابوبکر صدیق کی اور عمر فاروق کی۔ ان کا کھڑا ہونا تھا کہ حضرت نے زور سے فرمایا اِلاَّ اللّٰہ ۔ صرف اِلاَّ اللّٰہ حضرت نے فرمایا۔ تین میں سے ایک وہاں گرا جس طرح کہ کوئی بندوق مارے، گولی لگے اور گرے۔ دوسرا تھوڑا سا بھاگا اور حوض کے پاس جا کر گرا اور تیسرا سیڑھیوں کے پاس جا کر گرا۔

حضرت نے فرمایا ان کو اٹھا کر لاؤ، تیمارداری کرو، تو تینوں بیہوش۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ وہ ہوش میں آئیں، تو ان سے کہو کہ عشاء پڑھ کر جاؤ، عشاء کی نماز ہمارے ساتھ پڑھو۔ اب عشاء کی نماز کیا پڑھی، نماز کے بعد حضرت کے پیر پکڑ لئے، رو رہے ہیں اور اپنے شیعیت سے توبہ کر رہے ہیں۔ تو اس طرح روزانہ کرامات ظاہر ہوتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے علاقے کے علاقے شیعوں کے ان کے ذریعہ صاف کرائے۔

تبلیغی جماعت کی ابتداء

جیسا کہ تبلیغی کام سے کتنا فائدہ پہنچ رہا ہے۔ یہ جماعت کی ابتداء کیسے ہوئی؟ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کے دادا تھے حضرت مولانا محمد اسمٰعیل کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ جہاں تبلیغی مرکز ہے،

بنگلہ والی مسجد، وہاں وہ رہتے تھے۔تو مسجد کے باہر چار پائی پر ہوتے، ساتھ ہی راستہ تھا، گزر گاہ تھی میواتیوں کے شہر میں آنے کی، مزدوری کے لئے شہر میں وہ لوگ آتے تھے۔حضرت مولانا اسماعیل صاحب آنے والوں سے پوچھتے، کہاں جاتے ہو؟ شہر میں کام ڈھونڈھنے جارہے ہو۔تو بس کام میں تمہیں کیا ملے گا؟ روٹی ملے گی؟ چلو میں روٹی دے دوں گا۔یہاں مسجد میں بیٹھ کر پڑھو۔تو روز ان کو بلاتے، کھلاتے، دین سکھاتے۔تو یہ ابتداء تھی ان کے بلانے کی، یہ تبلیغ کی بنیاد ہے۔

نماز کے لئے بلانے والی جماعت

پھر جب حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے کام شروع کیا، تو حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ نے صحیح بخاری کتاب الاذان میں فرمایا تھا کہ نقارہ بجایا جائے، ناقوس بجایا جائے، یا آگ جلائی جائے، کس طرح اطلاع دی جائے؟ مشورہ ہورہا تھا۔تو اس جگہ حضرت نے فرمایا تھا کہ جب چچا جان نے تبلیغی کام کی ابتداء کی، تو اصل میں یہ جماعت نماز کے لئے بلانے والی جماعت تھی، نماز کے لئے بلایا جاتا تھا۔تو چچا جان کو ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ جب جماعت جایا کرے تو ان کے ہاتھ میں ایک جھنڈا ہونا چاہئے تاکہ پتہ چلے کہ یہ لوگ نماز کے لئے بلانے آئے ہیں۔تو حضرت نے میرے نظام الدین جانے پر، اس پر فیصلہ کو موقوف رکھا تھا۔

جب میں گیا، حضرت نے یہ مسئلہ میرے سامنے پیش کیا، تو میں نے عرض کیا کہ حضرت! یہ جھنڈا پہلے ہی نماز کے لئے مسترد ہو چکا ہے۔آگ جلائی جائے، ناقوس، نقارہ، تو ان میں سے ایک جھنڈا بھی تھا کہ جب نماز کا وقت ہو، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں، مشورہ میں یہ بات بھی پیش کی گئی تھی کہ ایک جھنڈا اونچا کر دیا جائے تاکہ اس کو دیکھ کر لوگ سمجھ جائیں کہ نماز کا وقت ہو گیا۔

یہ تو پہلے ہی نماز کی اطلاع کے لئے مسترد ہو چکا ہے۔جو چیز مسترد ہو گئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں، اس کو نماز کی دعوت کے لئے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔تو نماز کے لئے بلاتے تھے

حضرت مولانا محمد اسمٰعیل کاندھلوی صاحب مسجد میں لے آتے، پھر نماز سکھائی جاتی تھی۔

مگران کا کلمہ درست نہیں تھا۔اس لئے پہلا اصول کلمہ ٹھہرا۔تو کلمہ، پھر نماز تھی۔پھر جو حضرت کے خادم تھے مولانا احتشام الحسن کاندھلوی ،تو انہوں نے بڑا وقت گزارا حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ،تو انہوں نے ایک کتاب لکھی تھی،''مسلمانوں کی پستی کا واحد علاج''۔ ابھی یہ رسالہ فضائل اعمال کے اخیر میں چھپا ہوا بھی ہے۔

تیسرا اصول: قرآن

تو اس میں جو اصول لکھے گئے ہیں،تو اس میں ایک تیسرا اصول کلمہ،نماز کے بعد تھا،قرآن۔ یہ مستقل اصول تھا کہ قرآن کی تلاوت کا اہتمام ہونا چاہئے،قرآن سیکھنا چاہئے،تجوید کے ساتھ صحیح پڑھنے کی مشق کرنی چاہئے۔

ساتواں اصول: لایعنی سے بچنا

یہ اصول ہوتے تھے۔تو یہ اصول تبلیغ کے بانیوں نے نہ ایک بنائے،نہ سات،نہ چھ،مگر جس پر زور ان کے یہاں ہوتا رہا،وہ اصول میں سے گنا گیا،یہاں تک کہ بعد میں باقاعدہ اصول جب بتائے جانے لگے،کلمہ،نماز،علم،ذکر،اکرام مسلم،اور تبلیغ۔اور اس کے ساتھ پھر ساتواں نمبر بھی تھا''لایعنی'' سے بچنا کہ ہمارے اس دائرے کو چھوڑ کر اور کسی طرف مت جاؤ،صرف ان چھ چیزوں کے لئے تم کسی کو بلاؤ۔

اللہ تعالیٰ ان اکابر کی طرح ہم سے بھی دین کا کام لے اور ان اکابر کی روحانیت سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ نَبِیِّنَا وَ شَفِیْعِنَا وَ حَبِیْبِنَا وَ سَنَدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ، سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.